REGD. No. L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

۳ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ

فی پرچہ ۱۰/

جلد ۴۹/۱۴ | ۲۵ اخاء ۱۳۳۹ھ | ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۴۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۲۴ اکتوبر ۱۰ بجے صبح

کل دن بھر حضور کو کچھ اعصابی ضعف کی شکایت رہی۔ رات نیند بھی ٹھیک طور پر نہیں آئی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین

بغرض اعلائے کلمہ اسلام

مکرم چوہدری رحمت خان صاحب کی روانگی

احباب نے پُرخلوص طور پر نیک دعاؤں سے رخصت کیا

ربوہ۔ مکرم جناب چوہدری رحمت خان صاحب بغرض اعلائے کلمۂ اسلام بیرون پاکستان تشریف لے جانے کی غرض سے مورخہ ۲۲ اکتوبر کو چناب ایکسپریس سے کراچی روانہ ہو گئے۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلا صاحبان کارکنان اور دیگر مقامی احباب نے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر آپ کو نہایت پُرخلوص طور پر دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ احباب نے اظہار خلوص کے طور پر آپ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل مکرم حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال تحریک جدید نے اجتماعی دعا کرائی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچائے۔ اور خدمت دین کا فریضہ احسن طریق پر ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

الجمعیۃ العلمیہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام

ایک علمی لیکچر

ربوہ۔ مورخہ ۲۵ اکتوبر بروز منگل ساڑھے چھ بجے شام جامعہ احمدیہ کے ہال میں مکرم سعود احمد خان صاحب ایم۔ اے سابق وائس پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول گھٹیالیاں

"مسئلہ قومیت اور اسلام"

کے موضوع پر لیکچر دیں گے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت فرما کر مستفید ہوں۔

الامین للجمعیۃ العلمیہ
جامعہ احمدیہ ربوہ

روحانی تربیت اور علمی و دینی مصروفیات کے پاکیزہ ماحول میں تین روز جاری رہنے کے بعد

خدام الاحمدیہ کا انیسواں ۱۹ سالانہ اجتماع خیر و خوبی اور کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا

۳۶ مجالس کے ۳۷۶ خدام کی شرکت۔ امسال گزشتہ سال کی نسبت یکصد خدام زیادہ شریک ہوئے

خدام سے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا ایمان افروز اختتامی خطاب اور پُرسوز اجتماعی دعا

ربوہ ۲۴ اکتوبر۔ خدام الاحمدیہ کا انیسواں سالانہ اجتماع جو ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو نماز جمعہ کے بعد شروع ہوا تھا روحانی تربیت اور علمی و دینی مصروفیات کے نہایت پاکیزہ ماحول میں تین روز تک جاری رہنے کے بعد کل مورخہ ۲۳ اکتوبر کو ۱½ بجے بعد دوپہر خیر و خوبی اور نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ امسال اجتماع میں ۳۶ مجالس کے ۳۷۶ خدام نے شرکت کی۔ یہ تعداد گزشتہ اجتماع میں شریک ہونے والی مجالس اور خدام کی تعداد سے خاصی زیادہ ہے۔ گزشتہ سال اجتماع میں ۱۲۶ مجالس کے ۱۲۷۰ خدام شریک ہوئے تھے۔ سو گویا امسال دس نئی مجالس اور ۱۰۶ خدام زیادہ شریک ہوئے۔ یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ اجتماع میں شریک ہونے والے خدام کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال بہ سال اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ امر مجالس خدام الاحمدیہ کی بیداری اور اجتماع کی کامیابی پر دلالت کرتا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

امسال اجتماع دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے احاطہ میں خوبصورت شامیانوں سے تیار کردہ وسیع پنڈال میں منعقد ہوا۔ اجتماع کے تین دن خدام نے روحانی تربیت اور علمی و دینی مصروفیات کے ایک خاص پروگرام کے تحت گزارے۔ خدام کا پروگرام ۴ بجے صبح نماز تہجد سے شروع ہو کر رات کے دس بجے تک جاری رہتا تھا جس کے بعد مقامی خدام اور وہ خدام جنہوں نے اپنے طور پر رہائش کا انتظام کیا تھا۔ رات بسر کرنے کے لئے اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے۔ باہر سے آئے ہوئے باقی خدام کے لئے جامعہ احمدیہ میں رہائش کا انتظام تھا۔ انہوں نے تحریر و تقریر کے علاوہ دیگر علمی مقابلوں میں حصہ لیا۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے درس سنے۔ نیز تعلیق عمل کے پروگرام کے تحت وہ بزرگان اور علماء سلسلہ کے ایمان افروز لیکچروں سے مستفید ہوئے۔ ان ایام میں تہجد پنجگانہ نماز باجماعت ذکر الٰہی دعاؤں اور دیگر دینی و علمی مشاغل کے علاوہ خدام کی مجلس شوریٰ کے اجلاس بھی منعقد ہوئے۔ جن میں نئے سال کا بجٹ منظور کرنے کے علاوہ مجلس کی تنظیم اور اس کی دینی تربیتی اور رفاہی سرگرمیوں کو اور زیادہ مؤثر بنانے سے متعلق اہم فیصلے کئے گئے۔

اختتامی اجلاس اور تقسیم انعامات

مورخہ ۲۳ اکتوبر کو اجتماع کے تیسرے روز ساڑھے گیارہ بجے کے قریب شوریٰ کا اجلاس ختم ہونے کے معاً بعد اجتماع کا اختتامی اجلاس محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ پہلے آپ نے علمی مقابلوں اور کھیلوں وغیرہ میں اول دوم آنے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔ بعد ازاں خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ کی طرف سے مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف مہتمم تربیت و اصلاح نے محترم نائب صدر صاحب کی خدمت میں الوداعی ایڈریس پیش کیا۔ کیونکہ آپ بیس سال تک خدام الاحمدیہ میں نمایاں خدمات بجا لانے اور نائب صدر کے عہدہ سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنی عمر کے لحاظ سے امسال مجلس انصار اللہ میں شامل ہو رہے ہیں

محترم نائب صدر کی ایمان افروز تقریر

بعد ازاں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے بحیثیت نائب صدر خدام کو اپنے اختتامی خطاب سے نوازا۔ آپ نے اس موقعہ پر ایک نہایت پُراثر تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں آپ نے خدام کو احمدی ہونے کی حیثیت میں اپنا مقام سمجھنے اور اس مقام کی وجہ سے ان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ انہیں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس ضمن میں خاص طور پر اپنے نفسوں کا محاسبہ کرنے اور تعلق باللہ میں ترقی کرنے کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ نیز دعاؤں پر خاص زور دینے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد پورا کرنے اور زندگی بھر پورا کرتے چلے جانے کی تلقین فرمائی اس پُردرد و پُراثر خطاب کے بعد آپ نے

(باقی دیکھیں صفحہ ۸)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۶۰ء

"وآخرین منھم" کا بلند مقام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات اور تقاریر میں متعدد مقامات پر اپنی بعثت اور ماموریت کی اغراض پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ لیکچر لاہور میں آپؑ فرماتے ہیں:

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے۔ اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے۔ اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

ان مختصر الفاظ میں حضور اقدس علیہ السلام نے اس عظیم کام کا ذکر فرمایا ہے جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مبعوث فرما کر آپؑ کے سپرد کیا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس نے اپنی پاکیزہ مادی حیات کے دوران میں جو کارنامے سرانجام دئے ہیں وہ ظاہر و باہر ہیں۔ تاہم حضور کی حیات طیبہ تمام بندگان حق کی طرح محدود وقت کے لئے تھی اور آپ نے ۷۰ سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ان تمام کاموں کی بنیادیں محکم کر دیں جو اس آخری زمانہ میں اسلام کی تجدید و احیا کے لئے لازمی تھے۔ آپ نے اس راستہ کو صاف اور درخشاں کر دیا ہے اور اس راستہ کے ہر پیچ و خم پر ایسے چراغ روشن کر کے رکھ دئے ہیں کہ انشاء اللہ قیامت تک اس کام کے کرنے والے ان چراغوں سے استفادہ کرتے چلے جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے مامور من اللہ تو تخم ریزی کے لئے آتے ہیں اور اسلئے ان کے بوئے ہوئے بیجوں سے جو پودے اُگتے ہیں وہ جو پھول پھل لاتے ہیں۔ وہ انہی کی وجہ سے ہوتے ہیں چونکہ ایک انسان کی زندگی قیامت تک طویل نہیں ہو سکتی بلکہ جو عرصہ اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر انسانی حیات کا مقرر کیا ہے اس سے بڑھ نہیں سکتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو ایسے مددگار عطا فرماتا ہے۔ جو سعید روحیں ہوتے ہیں اور جو ان کی رہنمائی میں ان کاموں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں اور اس کو آگے آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے بڑھ کر اس کا نمونہ بھی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت میں دکھایا ہے اور ہمارے سامنے اس حقیقت کو روشن کر کے دکھا دیا ہے کہ کس طرح مامور من اللہ کی حیات طیبہ کے اختتام پر اسکے سکھائے ہوئے لوگ آگے آ جاتے ہیں اور اس کے خلیفہ کے ساتھ تعاون کر کے اور اس کی اطاعت میں ہو کر دین کے چراغوں کو روشن رکھتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے براہ راست تربیت یافتہ لوگ صحابہ کرامؓ کہلاتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کے صحابہ کرامؓ کی مثال "جوارح" سے دی ہے گویا صحابہ کرامؓ آنحضرت صلعم کے اعضاء تھے جن کے ذریعہ آپؐ اپنی تعلیمات کا اجراء فرماتے تھے اسی طرح جس طرح ایک انسان کے مختلف اعضاء ہوتے ہیں۔ جو اس کی خواہش اور مرضی کے مطابق اپنا اپنا مفوضہ کام سرانجام دیتے ہیں۔ مثلاً آنکھیں دیکھتی ہیں۔ کان سنتے ہیں۔ ہاتھ کام کرتے ہیں وعلیٰ ہذا القیاس۔

جیسا کہ ہم نے کہا ہے جس طرح صحابہ کرامؓ آنحضرتؐ کی زندگی میں "جوارح" تھے اسی طرح وہ آپؐ کی حیات طیبہ کے بعد خلیفہ کے جوارح بن گئے تھے۔ لیکن صحابہ کرامؓ کی زندگیاں بھی محدود ہی تھیں۔ اسلئے صحابہؓ نے اپنا کام آئندہ نسل کے سپرد کیا۔ اور ان کی تربیت کی جو تابعین کہلاتے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلعم کے کام کو آگے بڑھایا اور اپنی ہمت اور سعی و کوشش کے مطابق ان چراغوں کو جلتا رکھا جو آنحضرت صلعم نے روشن کئے تھے اور جن کو صحابہ کرامؓ نے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ تابعین کے بعد جو لوگ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے آگے بڑھے ان کو اسلامی اصطلاح میں تبع تابعین کہا جاتا ہے۔

الغرض مسلمانوں نے آنحضرت صلعم سے جو فیض چلا تھا اس کی تقسیم اصطلاحاً اس طرح تسلسل اور تعامل کے لحاظ سے بھی کی ہے تاکہ تاریخی لحاظ سے اسلام کی رفتار کا تعین ہو سکے اور مطالعہ کرنے والا معلوم کر سکے کہ اسلام کا درخت کس طرح لگا۔ بڑھا۔ پھیلا پھولا اور پھلا کیا کیا اور کن بزرگوں کی محنتوں نے اپنے اپنے زمانے کے لحاظ سے اس کی کیا کیا آبیاری کی۔ یہ حالات اگرچہ اسلامی تاریخ میں بڑی وضاحت کیساتھ موجود ہیں۔ لیکن اس مختصر مقالہ میں ان کا حصر نہ ممکن ہے اور نہ ہماری موجودہ غرض کے لئے ضروری ہے۔ ہم نے یہاں صرف اشارہ کرنا تھا کہ آنحضرت صلعم کی آوردہ تعلیمات کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا انتظام فرمایا۔ اور اس سے اندازہ کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی اپنا مامور مبعوث کرتا ہے تو ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے جن کے لئے مامور من اللہ کو کھڑا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس طرح انتظام فرماتا ہے جو فطرت کے مطابق ہوتا ہے۔

چونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلعم کی غلامی میں احیاء و تجدید اسلام کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے ہر مامور من اللہ کی طرح خاص کر آنحضرت صلعم کے تتبع میں آپ نے جو طریقے اپنے زمانہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں تجدید و احیائے اسلام کے لئے بتائے ہیں اور ان پر جس طرح عمل کر کے دکھایا ہے ضروری تھا کہ آپ کے بعد فطرتاً آپ کے صحابہؓ بھی اس روشنی کی حفاظت کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی ہم میں کئی ایسی ہستیاں موجود ہیں۔ جنہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت پائی اور آپ کی راہنمائی میں کام کیا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ ان کے دم کو غنیمت سمجھیں اور ان سے جس قدر فیض ہو سکے حاصل کریں ان کے ساتھ ہی اب اسلامی اصطلاح کے مطابق گویا تابعین کا ایک قافلہ چلا جا رہا ہے جو طبعاً صحابہؓ کے قائمقام ہیں اور وہ کام جو صحابہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اور آپ کی وفات کے بعد سرانجام دیا۔ اس کو آگے بڑھانا ان کا کام ہے۔ لیکن ان کا کام اسی پہلو سے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کام کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے قائمقاموں کی تربیت کرنی ہے تاکہ وہ ان کے سچے جانشین ثابت ہوں۔ اور اس تخم ریزی کی جو سیدنا مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ایسی آبیاری کریں تاکہ اسلام کا درخت از سر نو بڑھے۔ پھیلے۔ پھولے اور پھلے اور اس کی شاخیں تمام دنیا پر سایہ فگن ہوں۔ جس کے سایہ میں دنیا امن و امان کی اور جنتی زندگی گزارے۔

اس ہفتہ انصار اللہ کا اجتماع ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اسلئے ہمارا روئے سخن انصار اللہ کی طرف خاص طور سے ہے کہ وہ اپنے مقام کو اچھی طرح پہچانیں اور ان فرائض کو سمجھیں جو ان کے مقام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس لحاظ سے ہمیں آنحضرت صلعم کے صحابہ کرامؓ اور صحابہ کرامؓ کے قائمقاموں کی مثال سامنے رکھنی ہے اور جس طرح انہوں نے صدر اوّل میں [illegible] اسلام کے درخت کی آبیاری [illegible] اسی طرح قربانیاں دے کر ہمیں اس آخری دور میں اسلام کے درخت کی آبیاری کرنا ہے۔ جس طرح انہوں نے اپنا خون پانی ایک کر دیا تھا۔ اسی طرح ہم کو بھی کرنا ہے۔ جس طرح انہوں نے دنیا پر دین کو مقدم کر لیا تھا اسی طرح ہمیں بھی دنیا پر دین کو مقدم کرنا ہے جو صعوبتیں انہوں نے برداشت کی تھیں بعینہٖ وہی ہم کو برداشت کرنی ہیں۔ جن پہاڑوں اور دریاؤں کو انہوں نے عبور کیا تھا وہی پہاڑ اور دریا ہمارے سامنے بھی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے وآخرین منھم کے الفاظ فرمائے ہیں۔

یہ وہ فرائض ہیں۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ اور حضورؑ کے صحابہؓ کے قائمقام ہونے کی وجہ سے ہم پر طبعاً عاید ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کسی بندے کی طرف سے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ عظیم الشان مقام عطا کیا ہے اس لئے اس مقام کی عزت کو ہمیں قائم کرنا ہے۔ اگر ہم نے نعوذ باللہ ایسا نہ کیا اور اگر ہم اس مقام کی شان کو قائم نہ رکھ سکے جو رحمان الرحیم خدا تعالیٰ نے ہم کو اپنی عنایت سے بخشا ہے اور وآخرین منھم میں شامل فرمایا ہے تو سمجھ لو کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے وہ ہماری جگہ دوسروں کو کھڑا کرے گا اور ہم کو خسر الدنیا والآخرۃ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ہمارا کام وہی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کیا جس کا تھوڑا سا بیان حضور کے الفاظ میں ہم نے اس مضمون کے شروع میں درج کیا ہے اس سے اندازہ کر لیجئے کہ آپ کس کام کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کے لئے آپ کا یہ مقام کیا فرائض مقرر کرتا ہے۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے فضل کو وہی عبادت جذب کر سکتی ہے

جو

اطمینان اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے

نمازوں کے بعد تسبیح۔ تحمید و تکبیر اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنے کو اپنی عادت بنا لو

فرمودہ ۱۷؍ ستمبر ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

فرمایا:۔
میں نے کچھ عرصہ قبل یہ نصیحت کی تھی کہ

نماز آہستگی اور وقار

کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے۔ اور نماز کے بعد حسب سنت اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرنی چاہیئے۔ اور اس کے بعد مسجد سے جانا چاہیئے کچھ عرصہ تو اس پر عمل ہوا۔ مگر اب میں پھر دیکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ اسے فراموش کیا جا رہا ہے۔ ابھی میں نے ایک رکعت ہی پڑھی ہوتی ہے کہ نیچے سے آنے والوں کے پاؤں کی گڑگڑ کی آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ

قرین قیاس یہی ہے

کہ نیچے نماز پڑھنے والے لوگ بعد میں آکر نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ اور میرے نماز ختم کرنے سے پیشتر ہی اوپر آجاتے ہیں۔ ان کے پہلے اوپر آجانے کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے میری ایک رکعت کے اندر بقیہ نماز بھی پوری کی۔ اور دو سنتیں بھی پڑھیں اور ذکر بھی کیا۔ اور پھر دوڑ کر اوپر آگئے اور ایسی نماز جو جلدی جلدی پڑھی جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور قبول نہیں کی جاتی اور نہ ایسی نماز کا کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے آکر نماز شروع کی۔ اور جلدی جلدی نماز ختم کر کے اٹھ کر جانے لگا۔ آپ نے فرمایا صل فانک لم تصل کہ تو دوبارہ نماز پڑھ کیونکہ تیری پہلی نماز نہیں ہوئی۔ پھر اس نے دوبارہ نماز پڑھنی شروع کی۔ اور اسی طرح جلدی جلدی نماز ختم کر لی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر فرمایا کہ یہ نماز نہیں ہوئی۔ تم دوبارہ نماز پڑھو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو ایسی ہی آتی ہے۔ آپ ہی مجھے صحیح طریقہ بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو۔ تو بہت وقار کے ساتھ کھڑے ہو۔ پھر

نماز کے کلمات

آہستگی کے ساتھ دوہراؤ۔ جب سورۃ فاتحہ پڑھ چکو تو کوئی اور چھوٹی سورۃ یا کسی سورۃ کی بعض آیات پڑھو۔ جب وہ پڑھ چکو تو نہایت آہستگی کے ساتھ رکوع کرو اور جب رکوع سے کھڑے ہو تو نیچے نہ جاؤ جب تک کہ کمر سیدھی نہ ہو جائے۔ جب کمر سیدھی ہو جائے۔ تو اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔ سجدہ کے کلمات کو سوچ سمجھ کر دوہراؤ۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرنے سے پیشتر نہایت اطمینان اور وقار کے ساتھ بیٹھو۔ اور دعا بین السجدتین پڑھو۔ پھر دوسرا سجدہ کرو۔ اور سجدہ کے بعد دوسری رکعت پھر اسی طرح وقار کے ساتھ پڑھو۔ جس طرح تم نے پہلی رکعت ادا کی تھی۔ غرض آپ نے جلدی کی نماز کو نماز ہی قرار نہیں دیا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ بعض دفعہ

مخصوص حالات کے ماتحت

نماز جلدی بھی پڑھنی پڑتی ہے۔ مثلاً کسی کو کوئی حادثہ پیش آگیا۔ یا کسی جگہ شورش پیدا ہو گئی۔ یا اور کوئی اور وجہ پیدا ہو گئی۔ تو ایسے حالات میں نماز جلدی بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ لیکن ایسی نماز ادا کرنے والے شخص کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اس نے نماز کا اقل ترین حق ادا کیا ہے۔ پھر بعض مواقع ایسے بھی آجاتے ہیں۔ جبکہ نماز کو توڑنا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی کے مکان کو آگ لگ گئی۔ یا ایسا ہی کوئی جانکاہ حادثہ پیش آگیا۔ مگر ان مخصوص حالات کے سوا جلدی جلدی نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کو نماز سے کوئی دلچسپی نہیں۔ جلدی جلدی نماز پڑھنے والے شخص کی مثال اس انسان کی طرح ہے جو غسل کے لئے جائے۔ لیکن پانی کا لوٹا پیچھے گرا دے اور خود آگے کھسک جائے۔ یا کوئی یہ کہے کہ میں روٹی کو ہاتھ ہی لگا دوں۔ اور اس سے میرا پیٹ بھر جائے۔ یا پانی پینے کی بجائے اسے چھو لوں تو میری پیاس بجھ جائے۔ ایسے انسان کو

ہر شخص پاگل کہیگا

کیونکہ یہ جانتا ہے کہ روٹی کھانے سے ہی پیٹ بھرتا ہے۔ اور پانی پینے سے ہی پیاس بجھتی ہے۔ پھر لوگ کس طرح خیال کر لیتے ہیں کہ دو چار چونچیں مارنے سے ہماری نماز ہو گئی۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ میری مجلس میں پہلے پہونچنے کے لئے اپنی نماز خراب کر لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ مجلس تو ہماری صحبت ہے۔ اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی صحبت بندے کو نصیب ہوتی ہے۔

کتنا ہی بدنصیب ہے وہ شخص

جو میری مجلس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مجلس سے منہ موڑ کر بھاگ آتا ہے۔ اور ادنیٰ چیز کی خاطر اعلیٰ چیز کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور پھر یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جب ایک بات کی اہمیت واضح کر دی جائے اور اس کے متعلق تاکید بھی کر دی جائے۔ تو پھر اس کو فوراً ہی بھلا دیا جائے۔ یہ طریق اچھا نہیں۔ کہ انسان اس بات کا عادی بن جائے کہ اسے ہر دوسرے یا چوتھے دن یاد دلانے کی ضرورت پیش آئے۔ پس

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو

کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو وہی عبادت جذب کر سکتی ہے۔ جو اطمینان اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ نماز کو جلدی جلدی ادا کرنے اور نمازوں کو بلاوجہ توڑنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ نماز کے توڑنے کی بعض صورتیں میں نے پہلے بیان کی ہیں۔ اور ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول آواز دے۔ اس صورت میں بھی انسان نماز کو توڑ کر جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایک دفعہ آپ نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آواز سنتے ہی آپ نے نماز توڑ دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ نبی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس لئے اجازت دی ہے۔ کہ نبی ایسے احکام بتاتا ہے۔ جو دین کے لئے اشد ضروری ہوتے ہیں۔ ان حالات کے سوا نماز کو توڑنا یا جلدی جلدی نماز پڑھنا گویا نماز کی بے حرمتی ہے۔ اور اس طرح روحانیت پیدا ہونے کی بجائے روحانیت مر جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ذلت و رسوائی حاصل ہوتی ہے بے شک

جماعت کی نمازوں کے متعلق

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ ہلکی ہونی چاہئیں۔ مگر انفرادی نمازوں پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جماعت کی نماز کو اس لئے ہلکے طور پر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ اس میں بیمار کمزور بوڑھے اور بچے شامل ہوتے ہیں۔ لیکن انفرادی نماز میں خواہ کوئی پچاس بار دفعہ تسبیح پڑھے۔ اس سے کسی دوسرے کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے پس انفرادی طور پر نماز پڑھتے ہوئے انسان بیشک لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ آپ رات کو اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے۔

انصار اللہ کا سالانہ اجتماع اپنی امتیازی خصوصیات کے ساتھ ۲۸ سے ۳۰ اکتوبر تک منعقد ہوگا

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

اور قریباً تین گھنٹے میں آپ نماز تہجد ادا کرتے تھے لیکن جس رفتار سے ہمارے لوگ نماز پڑھتے ہیں اس رفتار سے تو کم از کم چار پانچ سو رکعتیں تین گھنٹے میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ تین گھنٹے کے ۱۸۰ منٹ ہوتے ہیں اور ایک منٹ میں دو رکعتیں پڑھی جائیں تو کل ۳۶۰ رکعتیں ہو گئیں۔ پس

یہ طریق پسندیدہ نہیں

انسان کو نماز کے تمام ارکان بڑے وقار کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوڑ کر نماز میں مل ہونے سے منع فرمایا ہے کیونکہ نماز کیلئے دوڑ کر آنا شوق پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ نماز کی بے حرمتی پر دلالت کرتا ہے۔ اور نماز کے معاً بعد بھی اٹھ کر بھاگ جانا پسندیدہ نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریق تھا۔ کہ آپ نماز کے بعد تسبیح و تحمید اور استغفار کرتے۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو استغفار پڑھنے کی ضرورت تھی۔ لیکن تم کو ضرورت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو تسبیح و تحمید کی ضرورت تھی۔ لیکن تم کو ضرورت نہیں یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی ضرورت تھی۔ لیکن تم کو ضرورت نہیں اگر

تم اپنے نفسوں پر غور کرو

تو تمہیں محسوس ہو جائے کہ تمہیں تو ہزاروں لاکھوں گنے آپ سے زیادہ ان چیزوں کی ضرورت ہے میں نے اسی سلسلہ میں کہا تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی۔ کہ آپ ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کرتے تھے۔ اور میں نے دوستوں کو تحریک کی تھی کہ وہ بالالتزام یہ تسبیح پڑھتے رہیں۔ اس سے پہلے بھی ایک دفعہ میں نے اس کے متعلق پوچھا تھا آج پھر پوچھنا چاہتا ہوں ایسے تمام دوست کھڑے ہو جائیں جو باقاعدہ طور پر نمازوں کے بعد تسبیح و تحمید اور تکبیر پڑھتے ہیں جو کبھی پڑھتے ہیں۔ اور کبھی نہیں پڑھتے وہ کھڑے نہ ہوں (جب دوست کھڑے ہوئے تو حضور نے فرمایا) بہت تھوڑے دوست کھڑے ہوئے ہیں اکثر کھڑے نہیں ہوئے اب میں

دوسری بات کے متعلق

پوچھنا چاہتا ہوں میں نے کہا تھا کہ نمازوں کے بعد روزانہ بارہ دفعہ درود شریف اور بارہ دفعہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم دوست پڑھا کریں۔ جو دوست تہجد سے اس پر عمل کرتے رہے ہوں وہ کھڑے ہو جائیں (جب دوست کھڑے ہوئے تو حضور نے فرمایا) یہ بھی بہت کم ہیں۔ اب دیکھو کتنی چھوٹی سی بات ہے۔ جس پر باقاعدگی کے ساتھ چلنے کی دوستوں کو ہدایت کی گئی تھی۔ لیکن جب اس پر بھی تمام دوست کاربند نہیں ہو سکے۔ تو ہم بڑے بڑے کام کس طرح کریں گے۔ وہ ہستی جس کے احسانوں کے نیچے ہماری گردنیں جھکی ہوئی ہیں کیا اس کے احسانات کا یہی بدلہ ہے۔ کہ ہم اس پر بارہ دفعہ بھی درود نہ بھیج سکیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں ہمارے ماں باپ اور بیوی بچے حیثیت ہی کیا رکھتے ہیں۔ لیکن لوگ ہر روز اپنے ماں باپ اور بھائی۔ بہنوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور ہمیں بار بار دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں کیا یہ بخل صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی ہے۔ کہ آپ پر درود نہ پڑھا جائے۔ درود تو ایک ایسی چیز ہے جو کہ انسان کو روحانی مدارج بہت جلد طے کرا دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی

کہ آپ کھانا کھاتے وقت روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا توڑتے اور اسے انگلیوں سے ملتے جاتے۔ بعض دوست لطیفہ کے طور پر کہتے کہ آپ حلال اور حرام کو علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ لقمہ منہ میں ڈالتے تو ساتھ ساتھ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ بھی کہتے جاتے۔ آپ بسم اللہ سے کھانا شروع کرتے اور درمیان میں سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے جاتے اور آخر میں الحمد للہ پر ختم کرتے۔ بسم اللہ سے شروع کرنے کا

مطلب یہ ہے

کہ میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے یہ کھانا کھا رہا ہوں۔ اور اسی نے مجھے یہ کھانا دیا ہے۔ اور آخر میں الحمد للہ کہنا اس لئے ضروری ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ وہ خود تو کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ لیکن اسے ہمارا فکر ہے اور اس نے ہمارے کھانے کے لئے اتنی بڑی نعمار پیدا کی ہیں۔ آخر انسان کا کیا حق ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے سورج چاند ستارے اور زمین و آسمان اور دوسری تمام اشیاء پیدا کیں۔ اور پھر انسان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء کو استعمال کرے۔ لیکن جب انسان بسم اللہ کہتا ہے تو دوسرے لفظوں میں وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ میرا حق تو کوئی نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے مجھے ان چیزوں کے استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور اس کی اجازت سے ہی میں ان چیزوں کو استعمال کر رہا ہوں۔

بسم اللہ کہنے کی مثال

یوں سمجھ لو جیسے بعض دفعہ گھر میں نوکر کوئی اچھی چیز کھا رہا ہو اور اوپر سے اس کا آقا آ جائے تو وہ جھٹ بغیر پوچھے ہی کہہ دیتا ہے کہ یہ چیز بی بی جی نے دی ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں چرا کر نہیں کھا رہا۔ بلکہ مجھے گھر کی مالکہ نے دی ہے۔ اسی طرح جب انسان بسم اللہ کہتا ہے تو وہ اعلان کرتا ہے کہ اے شیاطین اور اے ملائکہ میں چور نہیں ہوں شیاطین کے سامنے وہ اس لئے اعلان کرتا ہے کہ میں نے بسم اللہ پڑھ لی ہے۔ اب تم شرارت نہیں کر سکو گے۔ میں اپنے آقا کے حکم سے تم کو چیلنج کرتا ہوں کہ تم میرے رزق کو حرام نہیں بنا سکتے۔ اور فرشتوں کو یہ اعلان اس لئے سناتا ہے۔ کہ دیکھو۔ مجھے ان چیزوں سے روکنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کھا رہا ہوں۔ میں چور نہیں ہوں بے شک اس چیز کو کھانے کا میرا حق نہیں تھا لیکن میرے آقا نے مجھے اس کے کھانے کی اجازت دے دی ہے۔

پس بسم اللہ کے ذریعہ حلال رزق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

جب انسان سبحان اللہ کہتا ہے

تو وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ دیکھو میرا آقا کیسا اچھا ہے کہ وہ خود نہیں کھاتا۔ لیکن میرے کھانے کے لئے اس نے کیا کچھ پیدا کیا ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جن چیزوں کو آقا پسند نہیں کرتا اپنے نوکروں کے لئے بھی ان کا خیال نہیں آتا۔ اور وہ دوسروں کے لئے وہ چیزیں نہیں منگواتا فرض کرو آقا کو گوبھی پسند نہیں۔ تو اسے یہ خیال نہیں آئے گا۔ کہ میں اپنے ماتحتوں کے لئے وہ منگوا لوں لیکن اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ خود نہیں کھاتا۔ لیکن اپنے بندوں کا خیال رکھتا ہے اس نے اپنے بندوں کے لئے خوشی اور راحت کے سامان پیدا کئے۔ کام کرنے کے لئے دن بنایا۔ آرام کرنے کے لئے رات بنائی۔ اور جتنے انواع و اقسام کے پھل اور کھانے بنائے ہیں وہ سب انسانوں کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ان چیزوں سے مستغنی ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ کی صفات

میں الغنی الحمید بھی ہے۔ یعنی وہ غنی تو بے شک ہے۔ لیکن حمید بھی ہے۔ اپنے استغناء کی وجہ سے اپنے بندوں کو نہیں بھولتا۔ پس جو چیز انسان بسم اللہ۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑھتے ہوئے کھاتا ہے۔ وہ انگ لگتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے بندے کھانے کو بسم اللہ سے شروع کرتے ہیں اور درمیان میں سبحان اللہ کہتے جاتے ہیں اور آخر میں الحمد للہ پر ختم کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ تسبیح اور تحمید کے بغیر ہی جانوروں کی طرح پیٹ بھر لیتے ہیں وہ روحانی طور پر انگ نہیں لگتا۔ اور جسم میں سے ہی روح بنی ہے۔ اس فلسفہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ مومنون کی تفسیر میں براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بیان فرمایا ہے۔ کہ ہماری روح ہمارے جسم سے ہی بنتی ہے اور

یہی نکتہ ہے جو تمام تصوف کی جڑ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے اولیاء اور صوفیاء پر یہ حقیقت نہیں کھلی۔ اگر اس مسئلہ کی تشریح کی جائے۔ تو ہزاروں کتابیں تصوف کی اسی ایک نکتہ پر قربان ہو سکتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جسم منبع ہے روح کا۔ اگر منبع کو سنبھال لو گے۔ تو تمہاری روح روحانی بیماریوں سے محفوظ ہو جائے گی۔ اور جسم چونکہ منبع ہے اس کے سنبھالنے کے لئے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم پاک اور طیب غذا کھائیں۔ اور

غذا پاک اور طیب اسی طرح ہو سکتی ہے

کہ انسان شروع میں بسم اللہ پڑھے درمیان میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا جائے اور ختم کرنے سے پہلے الحمد للہ کہے ان تینوں کے ملنے سے غذا جسمانی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی انگ لگتی ہے۔ دیکھو ہم شربت پیتے ہیں۔ شربت کیا ہے۔ میٹھے اور پانی کا مرکب ہے میٹھا اعصاب کو تقویت دیتا ہے۔ اسی لئے گلوکوز۔ شہد اور دوسری میٹھی چیزیں اعصاب کو تقویت دیتی ہیں۔ اور شربت میں جو پانی ہوتا ہے۔ وہ مسامات کے ذریعہ نکل جاتا ہے۔ یا پیشاب کے ذریعہ گردوں کی صفائی کرتے ہوئے نکل جاتا ہے۔ اب شربت چیز ایک ہے۔ لیکن اس کے اجزاء کے کام الگ الگ ہیں۔ اسی طرح جو شخص کھانا کھاتے ہوئے تسبیح و تحمید کرتا ہے۔ تو کھانا تو معدے میں جا کر جسم کو تقویت دیتا ہے اور تسبیح و تحمید اس کی روح کو پاک کرتی ہے

کتنے افسوس کی بات ہے

کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اسی قدر

نعماء سے فائدہ اٹھاتے بھی اللہ تعالےٰ کو یاد نہ کرے کس طرح اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کو ہمارے لئے مسخر کیا ہے اور پھر انسانوں کو مختلف طبائع عطا کیں۔ اگر تمام انسانوں کی طبائع ایک ہی قسم کی ہوتیں تو بنی نوع انسان کو کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس کارخانہ کو چلانے کے لئے اور اپنے بندوں کے کاموں میں سہولت پیدا کرنے کے لئے مختلف انسانوں کو مختلف طبائع عطا کیں کوئی استاد بننا پسند کرتا ہے۔ کوئی ڈاکٹر بننا پسند کرتا ہے۔ کوئی زمیندار بننا پسند کرتا ہے۔ کوئی تاجر بننا پسند کرتا ہے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص معمار ہے اور وہ اپنے لڑکے کو بھی معمار بنانا چاہتا ہے لیکن وہ بھاگ جاتا ہے۔ اور کہیں باہر جا کر لوہار بن جاتا ہے۔ یا ایک ترکھان کا لڑکا اپنے باپ کے کام کو چھوڑ کر زمینداری شروع کر دیتا ہے یا ایک زمیندار کا لڑکا نمک۔ تیل اور مرچ لے کر بیٹھ جاتا ہے۔ اگر سارے ہی دکاندار بن جاتے تو خریدتا کون۔ اور اگر سارے لوہار بن جاتے تو دوسرے کام کون کرتا یا سارے ہی ترکھان بن جاتے تو دکاندار کون بنتا۔ یا اگر سارے ہی سپاہی بن جاتے تو باقی

ضروریات زندگی کون مہیا کرتا

اگر سارے ہی مدرس بن جاتے تو پڑھتا کون یا اگر سارے ہی طالب علم بن جاتے تو پڑھاتا کون۔ اور اگر ساری عمر طالب علمی میں گزرتی تو دوسرے پیشے کون کرتا۔ جولاہے کپڑے نہ بناتے۔ جب انہیں کوئی کپڑا بننے کے لئے کہتا تو وہ کہتے ہم تو کتاب پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح سارے لوگ ننگے ہی بیٹھے رہتے یا میاں باہر سے آتا تو دیکھتا کہ بیوی کتاب لئے بیٹھی ہے وہ کھانے کے لئے مانگتا تو وہ کہہ دیتی کہ مجھے تو کتاب پڑھنے سے فرصت نہیں۔ اگر ایک ہی قسم کی طبائع ہوتیں تو انسان کے لئے جینا محال ہو جاتا۔ لیکن چونکہ مختلف طبائع ہیں اس لئے وہ مختلف کاموں کو پسند کرتی ہیں اور وہ اسی میں ہی عزت محسوس کرتی ہیں۔ عورتیں سارا دن بچوں کو لئے پھرتی ہیں۔ مردوں کو اگر ایک دن بچے اٹھانے پڑیں تو وہ دھتکار کر باہر پھینک دیں۔ لیکن عورتیں سارا دن کندھے کے ساتھ لگائے تھپکی دیتی چلی جاتی ہیں کہ میرا لال۔ میری جان اور صبح سے شام تک بلکہ بعض دفعہ رات کو بھی اٹھائے پھرتی ہیں۔ لیکن مرد اس کام کو نہیں کر سکتے۔ پس عورتوں سے مردوں کا کام نہیں ہو سکتا اور مردوں سے عورتوں کا کام نہیں ہو سکتا۔ نوکر سے آقا کا کام

نہیں ہو سکتا اور آقا سے نوکر کا کام نہیں ہو سکتا۔ طبائع کے اس اختلاف کی وجہ سے

ساری دنیا ایک لالہ زار کی طرح بن گئی ہے

کسی کو کسی چیز سے رغبت ہے اور کسی کو کسی چیز سے رغبت ہے اور یہ تنوع انسان کے لئے باعث رحمت ہے۔ اگر سب کا مذاق ایک ہی قسم کا ہو جائے تو دنیا میں تباہی آ جائے مرد دفتروں میں جائیں تو عورتیں بھی کہیں کہ ہم دفتروں میں جائیں گی۔ یا اگر مرد تصنیف کا کام کرتے ہیں تو عورتیں کہیں ہم بھی تصنیف کا کام کریں گی۔ تو تم سمجھ سکتے ہو کہ کس قسم کا نظارہ بنتا۔ کہ بچے بھوک سے بے تاب ہو رہے ہوتے۔ ان کے منہ مٹی سے بھرے ہوتے۔ اور نوکر بھی کتاب لکھنے میں مصروف ہوتا اور بیوی بھی کتاب لکھنے میں مشغول ہوتی۔ تو کیا ایسی حالت میں انسان راحت محسوس کر سکتا تھا ہرگز نہیں

اختلاف طبائع اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے

لیکن جب لوگ غیر فطرتی طور پر اس اختلاف کو اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور مساوات قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت ان کوششوں کے غیر طبعی نتیجے ہی نکلتے ہیں۔ ہمارے ہاں بے دیکھے شادیاں ہوتی ہیں۔ اور سو میں سے ننانوے شادیاں کامیاب ہوتی ہیں۔ لیکن یورپ میں تین چار سال کے تجربے کے بعد اور تین چار سال کے فسق و فجور کے بعد شادیاں کی جاتی ہیں۔ لیکن دوسرے مہینے طلاقیں ہو جاتی ہیں جن کی وجوہ نہایت ہی نامعقول بیان کی جاتی ہیں کہ مرد یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر اولاد پیدا ہو۔ لیکن عورت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے ہاں اولاد پیدا ہو۔ یا عورت یہ چاہتی ہے کہ اس کے ہاں اولاد پیدا ہو۔ لیکن مرد یہ ناپسند کرتا ہے کہ اس کے ہاں اولاد پیدا ہو۔ جب اس قسم کا اختلاف میاں بیوی میں پیدا ہو جاتا ہے۔ تو نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اسی طرح بعض عورتیں اس وجہ سے طلاق حاصل کر لیتی ہیں کہ میرا خاوند مجھے سوسائٹی میں جانے سے روکتا ہے یا میرا خاوند جب باہر سے گھر میں آتا ہے تو مجھے پیار نہیں کرتا۔ غرض اس قسم کی نامعقول باتوں کی بنا پر طلاقیں دے دی جاتی ہیں۔ یا طلاقیں حاصل کر لی جاتی ہیں۔

یہ غیر طبعی مساوات پیدا کرنے کے نتائج ہیں

عقلوں کے اندھے یہ نہیں سوچتے کہ طبائع کا اختلاف تو اللہ تعالےٰ نے ہماری راحت

کے لئے بنایا ہے۔ لیکن وہ اس طبعی اختلاف کو غیر طبعی طور پر دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ اپنی کوششوں کے بدنتائج کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

(اذان کے بعد فرمایا)

میں بیان کر رہا تھا کہ

روح کا اصل منبع غذا ہے

اور غذا سے ہی روح بنتی ہے اس منبع کی کئی طریقوں سے اصلاح ہو سکتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان حلال رزق کھائے۔ حلال رزق کی دو نسبتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک نسبت بندے کے لحاظ سے ہے۔ اور ایک نسبت خدا تعالےٰ کے لحاظ سے ہے بندے کے لحاظ سے رزق حلال کھانے کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ دوسروں کا مال چھین کر یا دھوکہ بازی سے یا چوری کر کے نہ کھائے۔ اور خدا تعالےٰ کی نسبت سے حلال کھانے کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملے۔ اس کا شکریہ ادا کرے۔ مہذب لوگ اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص تمہیں کوئی چیز دے تو تم اس کا شکریہ ادا کیا کرو۔ لیکن

کتنے تعجب کی بات ہے

کہ جو چیزیں انسان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملی ہیں۔ ان کا شکریہ ادا نہیں کیا جاتا۔ جاہل سے جاہل آدمی بھی یہ جانتا ہے۔ کہ جب کوئی شخص اسے کوئی چیز دے تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ لیکن وہ ہستی جو ان تمام چیزوں کو پیدا کرنے والی ہے۔ لوگ اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے۔ جو چیزیں ناشکری کرتے ہوئے استعمال کی جائیں وہ حلال کس طرح ہو سکتی ہیں میں نے بتایا ہے کہ بندوں کے لحاظ سے حلال یہ ہے کہ انسان محنت مشقت کر کے کھائے اور چوری نہ کرے اور اللہ تعالےٰ کے لحاظ سے حلال یہ ہے کہ جو اشیاء اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے پیدا کی ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرے لیکن افسوس ہے کہ بندے بندوں کا تو شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا جھوٹے منہ سے بھی شکریہ ادا نہیں کرتے۔ پس

دوستوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے

کہ وہ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ سے شروع کیا کریں۔ درمیان میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح کیا کریں اور الحمد للہ کہہ کر ختم کریں۔ ابتداء میں بے شک یہ کلمات اونچی آواز سے کہے جائیں۔ تاکہ گھر میں بچوں کو بھی

اسی بات کی عادت پڑے اور اس کا گھروں میں کثرت سے رواج ڈالا جائے تاکہ اگر ایک فرد بسم اللہ کہنا بھول جائے

تو دوسرا یاد دلائے

اگر آپ لوگ چند دفعہ بھی ایسا کریں گے تو بچے بطور شغل کے بھی اس بات کا خیال رکھیں گے۔ اور جب کھانا کھانے بیٹھیں گے تو بسم اللہ ضرور پڑھیں گے یہ ایک مفید عادت ہے جس کا پیدا کرنا بہت ضروری ہے ؛

قابل توجہ اطفال و خدام الاحمدیہ

بتقریب اجتماع انصار اللہ امتحانات وظائف منعقد ہونگے۔ تحریری امتحان ۲۷ ۱۰/۶۰ کو بروز جمعرات ۸ بجے صبح تعلیم الاسلام ہائی سکول میں اور تقریری امتحان و انٹرویو ۲۹ کو بروز ہفتہ ۷ بجے صبح انصار اللہ کے ہال میں۔ لکھنے کا سامان امیدواران ساتھ لاویں۔

اوّل۔ امتحان وظائف بصورت سال بھر کی پوری و نصف معافی فیس اول و دوم آنے والے طلبہ کو

شرط:۔ اطفال الاحمدیہ۔ عمر ۹ تا ۱۲ سال

نصاب:۔

۱۔ پارہ اوّل کے کسی ایک رکوع کی قرأت

۲۔ نبراس المومنین و چالیس جواہر پارے

۳۔ خلفاء راشدین دور اوّل و دوم کے نام اور سرسری معلومات۔

۴۔ احمدیت کے عقائد و مسائل

۵۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تاریخی معلومات

۶۔ بیرونی مشنوں کے متعلق عام معلومات۔

۷۔ پاکستان کے متعلق تاریخی و جغرافیائی معلومات۔

۸۔ جماعتی ادارہ جات کے متعلق معلومات

دوم۔ یکسالہ وظیفہ ۱۵/- روپے ماہوار

شرائط:۔

طلبہ جامعہ احمدیہ و کالجیٹ احمدی طلبہ

نصاب:۔

۱۔ سیرۃ خیر الرسل۔

۲۔ حیات طیبہ حضرت مسیح موعودؑ

۳۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔

۴۔ کشتی نوح۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج یونین کا افتتاح

مورخہ ۲۰ اکتوبر بروز جمعرات تعلیم الاسلام کالج یونین کی رسم افتتاح کالج ہال میں عمل میں آئی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ فرسٹ ایر کے ایک طالب علم خلیل احمد صاحب نے کی۔

بعد ازاں پریذیڈنٹ کالج یونین پروفیسر ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب ایم ایس سی پی ایچ ڈی (لنڈن) نے ایڈریس پڑھا جس میں آپ نے محترم پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ محترم پرنسپل صاحب آئندہ بھی کالج یونین کی اس طرح سرپرستی فرماتے رہیں گے اس کے بعد آپ نے سابق پریذیڈنٹ کالج یونین مکرم پروفیسر نصیر احمد خاں صاحب کی خدمات کو سراہا۔ اور امید ظاہر کی کہ وہ آئندہ بھی کالج یونین کے ساتھ تعاون فرماتے رہیں گے۔ ازاں بعد آپ نے کالج یونین کے نئے وائس پریذیڈنٹ نعیم احمد صاحب طاہر کا تعارف کرایا۔ اور انہیں سال رواں کے لئے کرسی صدارت پیش کی اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں خلوص اور محنت سے کالج اور یونین کے لئے بہتر طور پر کام کرنے کی توفیق دے۔

نعیم احمد صاحب طاہر نے کرسی صدارت سنبھالنے کے بعد حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

پھر باری باری عہدیداران یونین کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد یہ اجلاس برخاست ہوا اور یونین کے تمام عہدیداران صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) کی معیت میں جلوس کی صورت میں کالج ہال سے باہر آئے۔

بعد ازاں تمام ممبران سٹاف۔ عہدیداران یونین اور چیدہ چیدہ ممبران یونین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

(سیکرٹری تعلیم الاسلام کالج یونین)

امتحانات وظائف بتقریب اجتماع

اوّل: اطفال احمدیہ کا امتحان۔ اوّل دوم آنے والوں کو بالترتیب سال بھر کے لئے پوری اور نصف فیس کا وظیفہ دیا جائے گا ——— شرط: عمر ۹ تا ۱۴

نصاب: (۱) پارہ اول کے کسی ایک رکوع کی قرأت
(۲) نبراس المومنین و چالیس جواہر پارے
(۳) خلفاء راشدین و دور اول دوم کے نام اور دوسری معلومات
(۴) احمدیت کے عقائد و مسائل
(۵) سلسلہ احمدیہ کے متعلق تاریخی معلومات
(۶) بیرونی مشنوں کے متعلق موٹے موٹے معلومات
(۷) پاکستان کے متعلق تاریخی و جغرافیائی معلومات
(۸) جماعتی ادارہ جات کے متعلق معلومات

دوم: یک سالہ وظیفہ ۱۵/۰/۰ روپے ماہوار

شرائط: طلبہ جامعہ احمدیہ و احمدیہ کالجیئیٹ طلباء اس میں شریک ہو سکیں گے۔

نصاب (۱) سیرۃ الرسل (۲) حیات طیبہ حضرت مسیح موعودؑ (۳) اسلامی اصول کی فلاسفی (۴) کشتی نوح

ہر دو تحریری امتحانات ۲۷/۱۰ کو بروز جمعرات تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں ہونگے اور ۲۹/۱۰ کو بروز ہفتہ ۸ بجے صبح [illegible] دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں ہوگا۔

(قائد تعلیم ربوہ)

دعائے مغفرت

محترمہ سلطانہ بیگم صاحبہ بیوہ حاجی عمر الدین صاحب لدھیانہ مورخہ ۱۸/۱۰/۶۰ بروز ہفتہ شام ۵½ بجے کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کی عمر اس وقت ۹۰ سال کے قریب تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں۔ ان کی بیعت ۱۸۹۶ء کی ہے۔ مرحومہ بزرگوار محترم شیخ منظور علی صاحب ربوہ کی والدہ اور مکرم ڈاکٹر عبد اللطیف آف عدن کی دادی تھیں۔ خود بہت مخلص اور سلسلہ احمدیہ سے عقیدت رکھنے والی تھیں تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ مدارج میں جگہ دے۔ آمین

(خاکسار قاضی رشید الدین واقف زندگی)

عہدہ میں ترقی اور درخواست دعا:۔ برادرم شیخ مبارک احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ترقی سے نوازا ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس ترقی کو بابرکت کرے۔ (امیر احمد ریلوے بورڈ۔ کراچی)

جماعت احمدیہ رحیم یار خاں کا اصلاحی و تربیتی جلسہ

نظارت اصلاح وارشاد کے پروگرام کے ماتحت مکرم مولوی قمر الدین صاحب انسپکٹر اصلاح وارشاد اور مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ ۱۸/۱۰/۶۰ کو رحیم یار خاں تشریف لائے۔ رات کو نماز مغرب و عشاء کے بعد زیر صدارت جناب چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ قائمقام ناظر اصلاح وارشاد دو لیکچر ہوئے۔ بعض احباب نے سوالات کئے۔ جن کے جوابات دئے گئے۔ خدا کے فضل سے نہایت اچھا اثر رہا۔ جلسہ کی ساری کارروائی نہایت خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ (چوہدری فضل احمد امیر جماعت احمدیہ رحیم یار خاں)

سالانہ اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر ورزشی مقابلے

انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر تفریحی اور ورزشی مقابلوں کے لئے مجالس کو مندرجہ ذیل طریقہ سے تین حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ جھنگ۔ سرگودھا۔ میانوالی۔ لائلپور۔ شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ
۲۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ سابق صوبہ سرحد
۳۔ ملتان۔ مظفرگڑھ۔ بہاولپور۔ سندھ۔ کراچی۔ بلوچستان۔

۱۔ ان حلقوں کی ایک ایک ٹیم ہوگی۔ پہلے دن سیمی فائنل اور دوسرے فائنل مقابلے ہونگے۔
۲۔ ٹیم گیمز میں۔ والی بال۔ رسہ کشی اور ٹیبل ٹینس شامل ہوں گے۔
۳۔ دوڑوں میں ہر حلقہ سے چھ چھ دوڑنے والے ہوں گے دوڑوں میں بھی پہلے دن ہیٹس اور دوسرے دن فائنل مقابلے ہوں گے۔
۴۔ دوڑوں میں روک دوڑ۔ اس میں ایسی رکاوٹیں ہونگی جن سے قوت برداشت۔ سونگھنے کی قوت۔ چکھنے کی قوت دیکھنے کی قوت کا امتحان ہوسکیگا۔ (۵) ریلے ریس کے مقابلے ہونگے۔

مکرم چوہدری عبد الحق صاحب ورک حلقہ کراچی وغیرہ مکرم رشدی صاحب حلقہ راولپنڈی وغیرہ اور حلقہ جھنگ وغیرہ کے لئے مکرم کیپٹن محمد سعید صاحب ربوہ ٹیمیں تیار فرمائیں گے۔

(نائب قائد ذہانت وصحت جسمانی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کیلئے ہمیں حفاظ کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"قرآن کریم کا چرچا اور اس کی برکات کو عام کرنے کے لئے ہماری جماعت میں بکثرت حفاظ ہونے چاہئیں۔ پرسوں ایک دوست مجھے ملنے کے لئے آئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اپنے لڑکے کو قرآن شریف حفظ کرانا چاہتے ہیں۔ مگر جو دوست ملتا ہے کہتا ہے ایسا نہ کیجئے۔ بچہ پر بوجھ پڑ جائے گا اور وہ بیمار ہو جائے گا۔ میں نے جواب دیا کہ شیطان تو ہمیشہ ہی نیک کام میں دخل دیا کرتا ہے آپ اسے بھی شیطانی وسوسہ سمجھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ہر جماعت میں کچھ لوگ شیطان کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ وہاں مومن بھی بعض دفعہ دینی کمزوری سے ایسے لوگوں کو دلیر کر دیتے ہیں۔ اسلام کو روپے کی ضرورت ہے۔ اگر شیطان کسی کو دھوکا دینا چاہے تو اس رنگ میں بھی دھوکہ دے سکتا ہے کہ چندہ دینا ہی کافی ہے۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہمارے بچے قرآن حفظ کریں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ چندہ مانگا جاتا ہے انسانوں پر خرچ کرنے کے لئے جب آدمی ہی نہ ہوں گے تو خرچ کس پر ہوگا۔ بہرحال قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کے لئے ہمیں حفاظ کی سخت ضرورت ہے۔ حفاظ کے نہ ہونے کا یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو تراویح پڑھانے والے نہیں ملتے اور باہر سے بلانے پڑتے ہیں۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے ایک بچہ میرے پاس آیا جو بہت ذہین معلوم ہوتا ہے اس کی بہن نے بتایا کہ میرے اس بھائی نے خود بخود آدھا سیپارہ حفظ کر لیا ہے۔ میں نے کہا گھر میں اپنے طور پر حفظ کرانے سے تلفظ کی غلطیاں پختہ ہو جائیں گی اور پھر ان کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ جس نے قرآن کریم حفظ کرنا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی اچھے حافظ یا قاری کی نگرانی میں حفظ کرے تاکہ وہ صحیح طور پر حفظ کر سکے۔" (ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ اخبار الفضل ۲۵ اگست ۱۹۶۰ء)

حضور اقدس کے ان ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم حفظ کرانے کا شوق دلائیں۔ اس غرض کے لئے جامعہ احمدیہ کی زیر نگرانی حافظ کلاس جاری ہے۔ دوست اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس کلاس میں داخل کروا کر عند اللہ ماجور ہوں

نوٹ: مستحق طلباء کو وظائف بھی دئے جاتے ہیں (وکیل التعلیم۔ ربوہ)

بنیادی جمہوریتوں کے ارکان کی تربیت

(ایک جائزہ)

پاکستان کی تاریخ میں پانچ مارچ کا دن ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس روز نو بجے صبح مغربی پاکستان کے گورنر نے ایک عظیم الشان تربیتی پروگرام کا افتتاح کیا۔ عوامی تربیت کا اس سے بڑا پروگرام اس ملک میں کبھی شروع نہیں کیا گیا تھا۔ اس روز مغربی پاکستان کے چار سو تربیتی مرکزوں نے بیک وقت کام شروع کیا۔ اور ہر مرکز میں بنیادی جمہوریتوں کے تقریباً تیس ارکان موجود تھے۔ ایک گروہ کی تربیت مکمل ہونے کے بعد اساتذہ دوسرے مرکز میں منتقل ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ حتیٰ کہ یونین کونسلوں کے تقریباً پچاس ہزار ارکان کی تربیت مکمل ہو گئی اور اب یونین کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے سات ہزار ارکان تربیت کے انہی مراحل سے گذر رہے ہیں۔

اس زبردست منصوبے کا مقصد لیڈروں کے نئے طبقے کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنانا ہے اور یہ اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ تربیت پانے والے نہ صرف بنیادی جمہوریتوں کے نظام کو خوش اسلوبی کے ساتھ چلا سکیں بلکہ ان میں بالغ نظری پیدا ہو اور وہ بعض بنیادی باتوں کا علم حاصل کر لیں اس تربیت کے جو نتائج اب تک سامنے آئے ہیں ان سے امید بندھتی ہے۔ کہ اس پروگرام کے تعلیمی اثرات میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا۔

تربیتی پروگرام:-

یہ تربیتی پروگرام کیسے مرتب کیا گیا اور اسے عملی جامہ کیوں کر پہنایا گیا۔ یہ بجائے خود ایک دلچسپ داستان ہے۔ اس کی تجویز سب سے پہلے ایک کل پاکستان مجلس مذاکرہ میں پیش کی گئی جو دسمبر ۱۹۵۹ء میں ڈھاکہ میں منعقد ہوئی تھی اور جس کا مقصد یہ تھا کہ بنیادی جمہوریتوں کو خوش اسلوبی سے چلانے کے وسائل اور ذرائع معلوم کئے جائیں۔ اس اجلاس میں شریک ہر شخص نے اس بات پر اتفاق کیا کہ بنیادی جمہوریتوں کے نظام کو کامیاب بنانے کے لئے ہر رکن کو ایسی تربیت دینی ضروری ہے جس سے اسے اس نظام کے بارے میں چند بنیادی باتیں معلوم ہو جائیں اور وہ جان لے کہ اسے ٹھیک سے چلانے کے لئے کم از کم ضروریات کیا ہیں۔

ابتداء میں یہ رائے ظاہر کی گئی تھی کہ صوبے کے تین ہزار چیئرمینوں کی تربیت کافی ہو گی کیونکہ اس وقت تمام کے تمام ——— پچاس ہزار ارکان کی تربیت ناقابل عمل نظر آتی تھی تاہم مزید غور و خوض کے بعد یہ ضروری سمجھا گیا کہ ہر رکن کو تربیت دی جائے اور اس پروگرام پر جلد از جلد بھی ممکن ہو سکے عملدر آمد کیا جائے چنانچہ یہ فیصلہ ہوتے ہی تربیتی پروگرام مرتب کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی قائم کر دی گئی جس نے نصاب کی موٹی موٹی باتیں طے کیں اور فیصلہ کیا کہ ہر یونین کونسل میں تربیت کا انتظام کیا جائے اور اساتذہ کے "سفری دستے" گھوم پھر کر ایک وقت میں دو دو یونین کونسلوں کے تیس تیس ارکان کو تربیت دیں۔

اساتذہ کا انتخاب:-

پہلے اساتذہ کی تعداد چار سو مقرر کی گئی تھی جسے بعد میں بڑھا کر آٹھ سو کر دیا گیا اور ایک گروہ کو تربیت دینے کے لئے ایک کی بجائے دو دو استاد مقرر کئے گئے۔ یہ اساتذہ مختلف جگہوں سے چنے گئے تھے دو سو ستر اساتذہ تعلیم بالغاں کے کارکنوں میں سے لئے گئے۔ ستر کا انتخاب محکمہ ترقی دیہات کے پبلک ریلیشن افسروں میں سے کیا گیا اور کچھ دیہی کارکنوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ جب اس پر بھی مطلوبہ تعداد حاصل نہ ہو سکی تو تعلیم اور امداد باہمی جیسے سرکاری محکموں کے ارکان کو طلب کیا گیا۔

تربیتی نصاب:-

یوں تو ان اساتذہ کی تربیت بھی ایک بڑا مسئلہ ہے لیکن اس سے بڑا مسئلہ اس نصاب کی تیاری کا تھا جو جمہوریتوں کے ارکان کو پڑھایا جاتا تھا۔ اس کے لئے بڑی سوجھ بوجھ اور وسیع النظری کی ضرورت تھی چنانچہ "ریڈی میڈ" قسم کے سبق تیار کرنے کی بجائے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی۔ کہ جمہوریتوں کے ارکان کو کس قسم کی معلومات درکار ہیں۔ انتظامیہ کے بارے میں ان کے شکوک و شبہات کیونکر دور کئے جا سکتے ہیں اور نئے نظام میں ان ارکان کا کیا کردار ہو گا۔ اس بارے میں گوجرانوالہ، لائلپور اور لاہور میں دیہی لیڈروں کے سیمینار منعقد کر کے سوالات اکٹھے کئے گئے۔ یہی سوالات سکولوں اور ترقی دیہات کے تربیتی مراکز سے بھی جمع کر لئے گئے اور پھر نصاب کا ایک خاکہ مرتب کر کے اسے لائلپور میں چار ہزار دیہی لیڈروں کے ایک اجتماع میں پیش کیا گیا بعد ازاں اس میں ضروری تبدیلی اور ترمیم کر کے نصاب کا یہ خاکہ چودہ ماہروں کی ایک کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا۔ جس نے بڑی کاوش سے تمام اسباق لکھے یا موزوں لوگوں سے لکھوائے۔

اس طرح یونین کونسلوں اور یونین کمیٹیوں کے لئے دو الگ الگ "تربیتی بستے" تیار کئے گئے۔ ایک میں چھبیس پمفلٹ تھے اور دوسرے میں تیس (۳۰) پمفلٹ ...

حکومت کی طرف سے یونین کمیٹیوں کے فرائض کی تعیین

حکومت مغربی پاکستان نے یونین کمیٹیوں کے واضح فرائض اور ذمہ داریاں تجویز کر دی ہیں اور اب ان کے متعلق ڈویژنل کمشنروں کی رپورٹ پر غور کے بعد ان فرائض کا بہت جلد اعلان کر دیا جائے گا۔

مزید معلوم ہوا ہے کہ صوبائی حکومت یونین کمیٹیوں کو جو فرائض سونپنے کا ارادہ رکھتی ہے ان کے مطابق یونین کمیٹیوں کی حیثیت متعلقہ میونسپل کمیٹی کی علاقائی سب کمیٹیوں کی سی ہو گی۔ اور میونسپل کمیٹی جس حد تک ممکن ہو سکے کسی خاص علاقے کے میونسپل معاملات اس علاقے کی یونین کمیٹی کے صلاح مشورے سے طے کرے گی۔ میونسپل کمیٹی کسی یونین کمیٹی کو یونین کے علاقے میں واقع میونسپل اداروں یا املاک کا مینیجر مقرر کر سکے گی اور ایسی صورت میں ان اداروں یا املاک کا انتظام متعلقہ یونین کمیٹی چلائے گی۔

ناظم اوقاف کسی یونین کمیٹی کو یونین کے علاقے میں واقع کسی وقف املاک کا منتظم بھی مقرر کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ یونین کمیٹیوں کے چند موٹے موٹے فرائض یہ ہوں گے۔

حکومت، میونسپل کمیٹی یا دوسری لوکل کونسلوں کے ملازموں کو اپنے علاقے میں فرائض کی بجا آوری میں مدد دے گی اور انہیں ایسی معلومات بہم پہنچائے گی جو سرکاری مقاصد کے لئے انہیں درکار ہوں گی۔ اگر یونین کے علاقے میں کوئی جرم ہو تو اس کی اطلاع پولیس کو دے گی بدکردار افراد کی موجودگی کی اطلاع پولیس کو دے گی۔ اور جرائم کی تحقیقات روک تھام اور مجرموں کی گرفتاری میں پولیس کو مدد دے گی۔ علاقے کے عوام کی شکایات اور تکالیف مجاز حکام کے نوٹس میں لائے گی۔

یونین کمیٹیوں کا یہ فرض بھی ہو گا۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے علاقے کا سروے کریں۔ اور اپنی یونین کی ضروریات۔ ان کی تکمیل کی تجاویز، میونسپل اداروں اور سروس کی حالت نیز انہیں بہتر بنانے کی تجاویز پر مشتمل رپورٹ میونسپل کمیٹی کو پیش کریں یونین کمیٹیوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی کے قابل بنانے کے لئے میونسپل کمیٹی انہیں ضروری سٹاف بھی مہیا کرے گی۔ اور یونین کمیٹیاں میونسپل کمیٹی کی منظوری سے اپنا الگ یا دوسری یونین کمیٹیوں سے مل کر مشترکہ دفتر بنا سکیں گی۔

یونین کمیٹیوں کیلئے سرمایہ

میونسپل کمیٹی کنٹرولنگ اتھارٹی کی منظوری سے وقتاً فوقتاً یونین کمیٹیوں کے اخراجات کے لئے رقم بھی مہیا کرتی رہے گی۔ اور اس بات کا تعین بھی کرے گی کہ کون سے اخراجات یونین کمیٹیوں کو خود برداشت کرنے چاہئیں۔ یونین کمیٹیاں اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کے لئے رضاکارانہ عطیات بھی وصول کر سکیں گی۔ لیکن انہیں اس مقصد کے لئے کنٹرولنگ اتھارٹی کا بتایا ہوا طریق کار اختیار کرنا ہو گا۔

اس کے علاوہ یونین کمیٹیاں میونسپل کمیٹی کے کام میں حارج ہوئے بغیر اور اپنے وسائل کے مطابق مندرجہ ذیل کام بھی اپنے ذمے لے سکیں گی۔

تعلیم بالغاں۔ لازمی تعلیم کا نفاذ۔ یونین کی صفائی۔ پبلک عمارتوں اور املاک کی دیکھ بھال۔ شجرکاری۔ شرانگیزی کی روک تھام۔ قومی اور عوامی تہواروں کا انعقاد۔ آتش زدگی سیلاب اور اسی قسم کے دوسرے مواقع پر امدادی کام۔ بیواؤں یتیموں اور ناداروں کی دستگیری۔ کھیلوں کی حوصلہ افزائی، سماجی بہبود مصالحت اور ثالثی کے ذریعے جھگڑوں کا خاتمہ قومی تعمیر نو۔ خاندانی منصوبہ بندی۔ سول ڈیفنس گداگری۔ عصمت فروشی اور جرائم اطفال کی روک تھام۔ ابتدائی طبی امداد کے مراکز کا قیام۔ امداد باہمی کی تحریک اور گھریلو صنعتوں کا فروغ۔ لائبریریوں کا قیام اور غذائی اشیاء کی پیداوار میں اضافہ وغیرہ۔

... بستے میں قیادت، اجتماعی بہبود، گروہی بحث، منصوبہ بندی اور مختلف سرکاری محکموں کی کارکردگی سے متعلق موضوعات پر کتابیں تھیں۔ اور دوسرے میں شہری مسائل پر زور دیا گیا تھا اور یہ بتایا گیا تھا کہ۔ ایک شہری کی کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ ہمارا ثقافتی ورثہ کیا ہے معاشرتی بہبود کی سوسائٹیوں سے کیا مراد ہے جرائم اطفال کی روک تھام کیوں کر ممکن ہے۔ اور شہری خواتین کے مسائل کیا ہیں۔ وغیرہ۔

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ خوش خط لکھا کریں۔ (مینیجر)

مجلس خدام الاحمدیہ کا انیسواں (۱۹) سالانہ اجتماع

(بقیہ صفحہ اوّل)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا وہ معرکۃ الآرا خطاب پڑھ کر سنایا جو حضور نے ۲۹ ستمبر ۱۹۴۶ء کو مجلس خدام الاحمدیہ دہلی کے اراکین سے فرمایا تھا اور جو حال ہی میں الفضل میں شائع ہوا ہے خدام نے حضور کا یہ روح پرور خطاب خاص توجہ اور گہرے انہماک سے سنا۔ چونکہ حضور علالت اور ناسازیٔ طبع کے باعث امسال اجتماع میں تشریف نہیں لا سکے تھے اور خدام کو حضور کے زندگی بخش اور روح پرور تازہ ارشادات سے مستفید ہونے کی سعادت سے محروم رہنا پڑا تھا۔ اس لئے اپنی اس محرومی کے پیشِ نظر اس دوران میں کہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف الفضل میں سے حضور کا ۲۹ ستمبر ۱۹۴۶ء والا خطاب پڑھ کر سنا رہے تھے خدام پر دعا اور انابت الی اللہ کی ایک خاص کیفیت طاری رہی اور وہ ہمہ تن گوش ہونے کے ساتھ ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے زیرِ لب دعائیں کرتے رہے۔

الفضل میں سے حضور کا روح پرور خطاب سنانے کے بعد محترم نائب صدر صاحب نے مجلس عالمگیر کی طرف سے پیش کردہ الوداعی ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ سے اپنی طویل وابستگی کا بہت گہرے اور پر اثر انداز میں ذکر کیا۔ اور خدام کو پورے اخلاص اور جذبہ و جوش سے کام کرنے اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین فرمائی نیز حضور ایدہ اللہ کی کامل و عاجل صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی پر زور تحریک کرتے ہوئے حضور کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی طرف پھر توجہ دلائی اور فرمایا اگر ہم اپنے عمل کو حضور کے منشاء کے مطابق اس معیار پر پہنچا لیں گے۔ جس معیار پر حضور ہمیں لے جانا چاہتے ہیں اور جس کی حضور گذشتہ ۱۷ سال سے ہمیں تلقین فرما رہے ہیں۔ تو پھر یقیناً یہ امر حضور کی بحالیٔ صحت کا موجب ہوگا۔ اور ہم پھر اللہ تعالےٰ کے فضل سے حضور کے خطبات اور ارشادات سے پہلے ہی کی طرح مستفید ہونے لگیں گے آپ نے اعلان کیا کہ ایک دور قبل نائب صدر کے عہدہ کے لئے جو انتخاب عمل میں آیا تھا اس کے ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مکرم سید میر داؤد احمد صاحب کو آئندہ دو سال کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا نائب صدر منظور فرمایا ہے آخر میں آپ نے اجتماع کے اختتام کا اعلان فرمانے سے قبل ایک پرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ بعد ازاں سب نے محترم نائب صدر صاحب کی اقتداء میں ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت ادا کیں نماز کے بعد خدام کا انیسواں سالانہ اجتماع اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان اختتام پذیر ہوا اور خدام خدمتِ دین کے پہلے سے زیادہ پختہ عزائم اور ایک نئے ایمان اور نئے یقین کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

مکران میں ہیضہ سے ۸۸ افراد ہلاک

کوئٹہ ۲۳ اکتوبر۔ قلات ڈویژن کے ضلع مکران میں پنجگور کے علاقہ میں ہیضہ سے ۸۸ اشخاص کے ہلاک ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ اس علاقہ میں ہیضہ کی بیماری وبائی شکل میں پھوٹ پڑی ہے۔ بوستان اور تسپ کے دیہات اور پنجگور کے قصبہ میں وبا کا اثر سب سے زیادہ ہے۔ پنجگور اور نواحی دیہات سے کل تک دو سو تیس افراد کے ہیضہ میں مبتلا ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ بیماری سے متاثرہ دیہات ایرانی سرحد کے نواحی علاقہ میں واقع ہیں۔ وبا کو دوسرے علاقوں میں پھیلنے سے روکنے کے لئے ٹیکے لگانے کی مہم وسیع پیمانے پر شروع کر دی گئی ہے۔

درخواست دعا

میرے لڑکے مسعود رشید احمد خاں کی اہلیہ مبارکہ صدیقہ دختر حکیم عبدالصمد صاحب مرحوم عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ باوجود علاج کے افاقہ کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے بزرگان سلسلہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام و درویشان قادیان اور تمام احباب سے درخواست ہے کہ صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد شفیع خاں نجیب آبادی کراچی)

جاپان پاکستان کیلئے تین ہزار کھڈیاں اور ساڑھے تین لاکھ تکلے فراہم کریگا

لاہور کے ایک عصرانہ میں جاپانی وفد کے لیڈر کا بیان

لاہور ۲۴ اکتوبر۔ جاپانی وفد نے انکشاف کیا ہے کہ گذشتہ جمعہ کو راولپنڈی میں جو معاہدہ ہوا ہے۔ اس کے مطابق جاپان پاکستان کے لئے بجلی سے چلنے والی تین ہزار کھڈیاں اور ساڑھے تین لاکھ تکلے فراہم کرے گا۔ یاد رہے وفد نے راولپنڈی میں دس کروڑ روپے کے مجوزہ قرضہ کے تحت پاکستان کو ملنے والی مشینری کے بارے میں بات چیت کر کے ایک معاہدہ کیا تھا۔

اس کا اظہار کل شام پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن کی طرف سے وفد کے اعزاز میں دی گئی چائے کی دعوت میں کیا گیا اس موقع پر وفد کے لیڈر مسٹر فومی کھیکو نے پاکستان کے صنعت کاروں اور تاجروں کو یقین دلایا کہ جاپان ان سے صنعت اور تجارت کے معاملے میں پورا تعاون کرے گا۔ آپ نے کہا جاپان یقینی طور پر پاکستان کیلئے بہتر مشینری فراہم کرنے کی کوشش کریگا۔

درخواستِ دعا و اعانت الفضل:۔

میرے شوہر ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب ابن ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ اور گنگا رام ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں احباب جماعت ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب لاہور)

(نوٹ) محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے مبلغ ۵/- روپے اعانت الفضل بھی ارسال کئے ہیں۔

(مینجر الفضل)